Lesson 6: An-Nisa (Ayaat 36-50): Day 17 سُوْرَةُ النِّسَاء کی تفسیر

آیت 36 سے تفسیر دیکھتے ہیں؛

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًا‌ ؕ وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَ الۡمَسٰكِيۡنِ
وَالۡجَـارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَـارِ الۡجُـنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ وَمَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۙ ﴿۳۶﴾

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہلِ قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دُور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمھارے مالکانہ قبضے میں ہیں بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں۔(۳۶)

یہاں موضوع بدل گیا ہے۔

سورۂ نساء کے شروع میں ہم نے انسانی حقوق کے بارے میں پڑھا۔ عورتوں اور یتیموں کے حقوق کے بارے میں بات ہوئی، پھر شوہر اور بیوی کے حقوق پر تفصیل سے بات ہوئی۔ اب یہاں بتایا جارہا ہے کہ یاد رکھو تمہارا تعلق صرف اپنے گھر اور گھر والی سے نہیں بلکہ تمہارا رشتہ اپنے خالق سے بھی ہے۔

یہاں ترتیب کے ساتھ سب سے پہلے اللہ کے حقوق اور پھر باقی رشتے داروں، اور قرابت داروں کے حقوق کی بات کی گئی ہے۔ یہ موضوع قرآن پاک میں اور بھی کئی مقامات پر آیا ہے۔

سب سے اوپر اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔ جو اللہ کے ساتھ دُرست ہو گا وہ انشاءاللہ باقی معاملات میں بھی حقوق پورے کرے گا۔ جو اللہ کو نہیں پہچانتا وباقی لوگوں کی بھی حق تلفی کرے گا۔

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـــًٔا -- یہاں وَ کا تعلق پچھلے موضوع سے ہے۔ شوہر بیوی کے تعلقات کی بات ہو رہی تھی۔ کہ آپس کے معاملات کے ساتھ ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔ کہ اللہ کو نہ بھولو۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

وَاعۡبُدُوا : بندگی کے ہم نے سورۃ فاتحہ میں تین معنی دیکھے تھے؛ پرستش، اطاعت اور غلامی

شرکِ خفی یہ ہوتا ہے کہ ہم نجی معاملات میں اللہ سے ڈرنے کی بجائے بندوں سے ڈرنے لگتے ہیں۔ بعض اوقات حلال اور حرام کا فرق نہیں دیکھتے یا پھر لوگوں کے خوف کی وجہ سے ریاکاری کی طرف چلے جاتے ہیں۔

اللہ کا حق دو، نمازیں پڑھو۔ کسی کو شریک نہ کرو۔ اللہ کی حدود میں رہو۔

حقوق العباد۔ بندوں کے حقوق میں سب سے پہلے؛ (یہ آیت اُمّہات الآیات میں سے ہے) یعنی قرآن پاک میں کئی مقامات پر اِن حقوق کا یاد دہانی کے لئے ایک ہی آیت میں ذِکر کر دیا جاتا ہے۔

وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا : والدین کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا۔ یہ ہم پہلے تفصیل سے کر چکے ہیں۔ سب سے زیادہ حق والدین کا ہے۔ اسلام کا اُصول ہے کہ جس نے جتنی تکلیف سہی اُس کا اُتنا زیادہ حق اور اَجر ہے۔ اللہ نے پہلے اپنا حقوق یاد دلایا۔ پھر والدین کے حقوق کا۔

سورۃ لقمان آیت 14: اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَيۡكَ‌ؕ میں بھی بندگی کے بعد والدین کے حقوق

کا ذِکر آیا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں بھی یہی ذِکر آیا ہے۔

احادیث کا خلاصہ۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔ والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ تمہیں اس بات کا حکم دیں کہ بیوی کو چھوڑ دو اور سارا مال خرچ کر دو۔۔۔ مسند احمد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جائے اس کو چاہیے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ بخاری و مسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ ترمذی

ابن عباس نے کہا کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کوئی بھی فرزند محبت کی نگاہ سے والدین کی طرف دیکھے تو ہر نظر کے بدلے حج مقبول کے برابر ثواب ہے اس وقت لوگوں نے کہا اے رسول خدا اگر ایک دن میں سو دفعہ دیکھے پھر بھی حج کے برابر ہے؟ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہاں حج کے برابر ہے (کیونکہ) خدا ہر چیز سے بزرگ تر اور ہر عیب سے پاک ہے۔

علامہ الالبانی رحمہ اللہ "سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة"

حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرنے والا انسان ہر طرح سے توازن رکھتا ہے۔

پھر آگے ذِکر آیا ہے' وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی ۔۔۔ اور اہلِ قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی"

یعنی گھر والے اور عام رشتے دار۔ ہم اس پر سورۂ نساء کے شروع میں تفصیل سے بات کر چکے ہیں۔

سورۃ نحل کی آیت 90 میں بھی یہی ذِکر آتا ہے؛ بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں۔۔۔

اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی۔۔ یہ تو ویسے بھی معاشرے کے پِسے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور خیر خواہی کریں۔ یہ وہی کرے گا جن کے دِل میں اللہ کا تقویٰ ہو گا۔

وَالۡجَارِ : ج ور۔ جویریہ ہمسائی کو بھی کہتے ہیں۔ جوارِ رحمت بھی اسی سے ہے۔ ہمسائے بھی اور رشتے دار بھی ہیں۔ جب دوسرے رشتے پاس پڑوس میں رہتے ہیں۔ اور دوسرے ہمسائے بھی چاہے غیر مسلم ہوں۔

وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ : ' دُور والے پڑوسی کے ساتھ بھی' وہ پڑوسی جو کچھ فاصلے پر ہیں۔

وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ: اور ہم مجلس کے ساتھ۔" بیوی یعنی کروٹ کی ساتھی زیادہ وقت اُسی کے ساتھ گزرتا ہے۔ اور مثال کلاس کے ساتھی، نوکری یا کاروبار کے ساتھی۔ جن کے ساتھ وقت گُزرتا ہے۔ اِن سب کے حقوق دیں۔ جگہ دیں۔ طہارت اور پاکیزگی کا خیال رکھا جائے۔ آپ سے بُو نہ آئے۔ اجازت کے بغیر دوسروں کے نوٹس نہ دیکھیں۔ ساتھی کو پریشان نہ کریں۔

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ سفر کے ساتھی۔ مثال جہاز میں سفر کریں تو دوسروں کے حصّے کا بھی خیال رکھیں۔

پکنک پر جائیں تو اپنے حصّے کی مدد کریں۔ کسی کو سفر میں مشکل پیش آئے تو زکٰوۃ سے بھی مدد کر سکتے ہیں۔ کھانا یا دوسری ضرورت پوری کر دیں۔

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ آج کے دور میں غلام تو نہیں ہیں اس لئے ہم گھر کے ملازمین سے اچھا سلوک کریں۔ تنخواہ پوری دیں۔ سہولت دیں آرام کا خیال رکھیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ

ان سب کے حقوق بعض اوقات ہم نہیں دے پاتے کیونکہ دِل میں غرور اور فخر آ جاتا ہے۔

مُخْتَالًا: خ ی ل۔ گھوڑا۔ گھوڑا رعونت سے چلتا ہے۔ یعنی ہم اپنے خیال میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ مغرور اور متکبر شخص اللہ کو پسند نہیں۔

فَخُوْرًا : پھٹ جانا۔ اوقات سے باہر ہونا۔ ظرف چھوٹا تھا لیکن کچھ زیادہ مل گیا۔ ہر وقت اپنی تعریف کریں۔ بڑے بنتے ہیں۔

کچھ کپڑے ایسے پہننا کے کہ دوسروں پر رعب رکھیں۔ کچھ زیورات دوسروں کو دکھانے کے لئے پہننا۔ اپنی اچھی گاڑی کا دکھاوا کرنا اور اچھا ڈیزائنر ہینڈ بیگ اس لئے پکڑنا کہ دوسروں پر رعب ڈالیں۔

اچھا گھر بنانے، اچھی گاڑی اور اچھے زیورات پہننے کی اجازت ہے۔ لیکن فخر اور غرور نہ کریں۔

حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ: جس کے دِل میں رائی کے برابر بھی غرور ہو گا جنّت میں نہیں جائے گا۔

حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ: متکبریں کو روزِ قیامت چیونٹیوں کی شکل میں لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ باقی مخلوق کو حکم دینگے کہ ان کے اوپر سے گزرو۔

کبر کو نکالیں۔ جو دنیا میں بڑا بنے گا اس کو اللہ اُس دن چھوٹا کر دے گا۔

صحیح مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا، تو ایک شخص کہنے لگا آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، تکبر یہ ہے کہ حق کا انکار کیا جائے اور لوگوں کو حقیر اوراپنے آپ کو اونچا سمجھے ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (131) ۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

حدیث میں نبیؐ کا یہ فرمانا؛ ان اللہ جمیل و یحب الجمال (بلاشبہ اللہ تعالی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے) کپڑوں کی خوبصورتی اور ہر چیز کی خوبصورتی شامل ہے۔

اگر آپ کو اچھا پہننے کا شوق ہے تو اس کی اجازت ہے۔ اپنے لئے پہنیں۔ تکبّر اور غرور کے ساتھ نہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ تکبر حق کو چھپانا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے: صحیح مسلم؛ ح91، الایمان؛39

حق کا چھپانا یہ ہو گا کہ میں تو اتنی بڑی چیز ہوں نماز کیوں پڑھوں۔ مجھے روزے رکھنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن کی دعوت ملے لیکن اطاعت نہ کرے۔

ااور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔۔ لوگوں کو اپنے سے کمتر سمجھنا۔

یہ کون لوگ ہیں؟

الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۚ ﴿۳۷﴾ جو کہ بخل کرتے ہوں اور دُوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہیں اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لئے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔(۳۷)

کونسے کافر؟

وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ﴿۳۸﴾

اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جس کا مصاحب ہو اس کا وہ بُرا مصاحب ہے۔(۳۸)

یہاں دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ بخل اور ریاکاری۔ بخل یہ کہ بندہ وہاں خرچ نہ کرے جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ گھر والوں پر خرچ، واجبات پر خرچ، صدقہ نہ کرے۔

ریاکاری یہ کہ خرچ کرے لیکن جہاں ریاکاری کرنی ہوتی ہے وہاں خرچ کرتے ہیں۔ دین پر خرچ نہ کریں۔ دوسروں کو دکھانے کے لئے، اپنانام بڑا کرنے کے لئے۔

بڑی بڑی دعوتیں کرتے ہیں لیکن صدقہ جاریہ پر خرچ نہ کریں۔

دیکھیں یہ بخل اور ریاکاری کتنے بڑے گناہ ہیں کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودِ مدینہ کے بارے میں تھی۔ اُن کو معلوم تھا کہ اللہ کے نبیؐ سچّے ہیں لیکن وہ یہود ریاکاری کرتے۔ یہود نے یہ ساری حرکتیں بدر سے پہلے ہی شروع کر دی تھیں، اور ریاکری کرتے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بُرا رکھا تھا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ وہ ان یہود کی ہدایت یابی کی امید میں ان ساری باتوں پر صبر کرتے جارہے تھے۔ اس کے علاوہ یہ بھی مطلوب تھا کہ اس علاقے میں امن وسلامتی کا ماحول بر قرار رہے۔

اگر ہم مال نہیں خرچ کرتے تو وہ ایک جگہ رُک جاتا ہے۔ اور جیسے کھڑا پانی بدبو والا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ مال رکھنے والا مال کی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک فرشتہ تو سخی کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما یعنی جو شخص جائز جگہ اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کو بہت زیادہ بدلہ عطا فرما اور فرماتا ہے کہ تو دنیا میں اسے خرچ کرنے سے کہیں زیادہ مال دے دے یا آخرت میں اجر و ثواب عطا فرما اور دوسرا فرشتہ بخیل کے لئے بد دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کو تلف (نقصان) دے

اور یعنی جو شخص مال و دولت جمع کرتا ہے اور جائز جگہ خرچ نہیں کرتا بلکہ بے محل اور بے مصرف خرچ کرتا ہے تو اس کا مال تلف وضائع کر دے۔(بخاری و مسلم)

سوچیں ذرا کتنی بڑی بات ہے۔ صدقہ و خیرات کرتے وقت اپنے قریبی ضرورت مند لوگوں کو سرفہرست رکھنا چاہیئے۔یعنی اپنے ماں باپ بہن بھائی پھر جو قریبی ہو۔

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ آپؐ نے حضرت اسماءؓ سے کہا: گن گن کر خرچ نہ کرو ورنہ اللہ بھی گن گن کر دے گا۔

اللہ کی راہ میں مال بھی خرچ کریں اور اپنی صلاحتیں بھی لگائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
سخی! اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، تمام لوگوں سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے اور کنجوس! اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، تمام لوگوں سے دور ہے، جہنم سے قریب ہے اور جاہل سخی عابد بخیل سے زیادہ اللہ کو پیارا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی السخاء، الحدیث۱۹۶۸، ج:۳، ص:387)

ہم سب ایسے ہی سخی بننا چاہتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ " کنجوس، احسان جتانے والے جنت میں داخل نہیں ہوں گے " اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ لوگ ان تینوں صفتوں کے ساتھ آلودہ رہیں گے جنت میں نہیں جائیں گے اور جب یہ لوگ بُری خصلتوں سے پاک ہو جائیں گے تو جنت میں جائیں گے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں مؤمن میں جمع نہیں ہوں گی کنجوسی اور بد اخلاقی۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی البخل، الحدیث ۱۹۶۹، ج ۳، ص ۳۸۷)

اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ مؤمن میں کنجوسی اور بد اخلاقی یہ دونوں بری خصلتیں بیک وقت جمع نہیں ہوں گی مؤمن اگر "کنجوس" ہو گا تو "بد اخلاق" نہیں ہو گا اور اگر "بد اخلاق" ہو گا تو "کنجوس" نہیں ہو گا اور جس مسلمان کو دیکھو کہ کنجوس بھی ہے اور بد اخلاق بھی تو اس حدیث کی روشنی میں یہ سمجھ لو کہ اس شخص کے ایمان میں کچھ نہ کچھ فتور ضرور ہے۔

سخاوت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند اور کنجوسی بہت ہی ناپسند ہے اور اللہ پاک سخی کو جنت عطا فرمائے گا اور کنجوس کو جہنم میں بھیج دے گا۔
بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے بندوں کی سخاوت اور کنجوسی کا امتحان بھی لیا کرتا ہے اس لیے جب کوئی سائل دروازے پر آئے تو ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں خدا کی طرف سے میرا امتحان تو نہیں ہو رہا ہے۔

دنیا میں دینا اُس وقت آسان لگتا ہے جہاں سے واپس ملنے کی اُمید ہوتی ہے۔

نیکی کا دِکھاوا بھی ہوتا ہے اور مال کا دِکھاوا بھی ہوتا ہے۔ کوئی دیکھ کر تعریف کر دے تو کوئی بات نہیں۔ لیکن ہماری نیت صحیح ہونی چاہئیے۔

اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جس کا مصاحب ہو اس کا وہ بُرا مصاحب ہے۔(۳۸)

شیطان اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ڈراتا ہے۔ پھر غلط کاموں پر خرچ کرواتا ہے۔ اللہ سے دُعا ہے کہ ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کرے۔

اِن آیات کو خاص طور پر سُنیں اور دیکھیں کہ ہم کونسی نیکیاں کرسکتے ہیں۔ اور کن برائیوں سے ہمیں کس طرح بچنا ہے۔

وَمَاذَا عَلَيۡهِمۡ لَوۡ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمۡ عَلِيۡمًا ﴿۳۹﴾

اور اُن پر کیا (مصیبت نازل) ہو جائے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آئیں اور اللہ نے جو اُن کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کرے اور اللہ تعالیٰ اُن کو خوب جانتے ہیں۔ (۳۹)

پچھلی آیات میں ریاکار کا ذِکر کیا گیا کہ وہ کیسے دوسروں کو خوش کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے۔

اور یہاں ایسے ریاکار کا بہت خوبصورت انداز وَمَاذَا سے ذِکر کیا گیا کہ حسرت ہے ان ریاکاروں پر! ہماری زبان میں کہتے ہیں ہائے ان کا کیا بگڑ جاتا اگر یہ ایسے کرلیتے۔ یعنی کسی کی حالت پر حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی۔

" اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آئیں" پھر ایسے لوگ جو اللہ کی بجائے دوسروں سے تعریف چاہتے ہیں۔ اور کہ لوگ ہماری واہ واہ کریں۔ لوگوں سے اجر یا انعام کی توقع رکھتے ہیں وہ شرک کرتے ہیں۔ یہ ایمان اس بات پر ہوگا کہ اللہ ہی ہمیں اجر اور انعام دے سکتا ہے۔

جو نیکی ہم یہاں کرینگے اُس کا اجر ہمیں آخر میں ملے گا۔ اللہ کے لئے کیا ہے وہی انعام دے گا۔ جو بھی کریں اس کا اجر آخرت کے لئے رکھیں۔

اور اللہ نے جو اُن کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کریں اور۔۔۔

دوسروں کو دیکھ کر کچھ بُرا مت سوچیں کیونکہ ہو سکتا ہے اُن کے پاس کوئی عذر موجود ہو۔ سچّا مومن دوسروں کی خیر خواہی سوچتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریں گے ااور اگر ایک نیکی ہو گی تو اُس کو کئی گناہ کر دیں گے اور اپنے پاس سے اور اَجر عظیم دیں گے۔ (۴۰)

مِثْقَالَ ۔ث ق ل، اسی سے لفظ ثقیل ہے۔ معنی بوجھ۔ ذَرَّةٍ: ذ رر۔ ذرہ۔ اسی سے لفظ ذریہ کیونکہ بکھر جاتے ہیں، چھوٹے کیڑے، پتنگے۔ اللہ فرماتے ہیں میں کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ ہماری چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی قبول ہو گی۔ اللہ اُس کا اَجر بڑھا چڑھا کر دینگے۔

یہ ہے وہ احساس جو انسان سے کام کرواتا ہے۔ کوئی کام کرتے ہیں اُس سے انعام یا تنخواہ ملتی ہے۔

کبھی ہم تھک بھی جاتے ہیں۔ شیطان ہمیں غلط فہمی میں ڈال سکتا ہے۔ صرف لالچ بھی کام نہیں کروا سکتا۔ اگر مقصد صرف جنّت کا حصول ہے تو بھی ہم تھک سکتے ہیں لیکن اگر اللہ کی رضا مقصود ہے اور دوسروں کے لئے خیر خواہی تو پھر یہ چیز ہمارا تقویٰ اور اخلاص ہم سے سارے نیک کام کرواتا ہے۔

جس کو یقین ہو گا حَسَنَةً واحد نیکی کا بھی اللہ خود اَجۡرًا عَظِیۡمًا انعام دے گا۔ جس کی نظر آخرت پر ہو گی وہ اسی طرح نیکی کے کام کرے گا۔ پھر اللہ ہمارے سامنے انبیاء کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

ہر اُمّت کے نبیؑ نے اپنا کام کیا اور پھر قیامت کے روز گواہی کے لئے پیش ہونگے۔

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ﴿۴۱﴾ يَوۡمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَعَصَوُا الرَّسُوۡلَ لَوۡ تُسَوّٰى بِهِمُ الۡاَرۡضُ ؕ وَلَا يَكۡتُمُوۡنَ اللّٰهَ حَدِيۡثًا ﴿۴۲﴾

سو اس وقت بھی کیا حال ہو گا جبکہ ہم ہر ہر اُمت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر کرینگے۔(۴۱) اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہو گا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہو گا وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا اخفانہ کر سکیں گے۔(۴۲)

اللہ کے نبیؐ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے فرمایا مجھے قرآن سناؤ۔ انہوں نے سورۃ نساء کی تلاوت شروع کی جب یہی آیت پڑھی تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اسی طرح کا موضوع دوسرے پارے کے شروع میں بھی آیا کہ ہم بحثیت اُمّتِ وسط بھی گواہی کے لئے پیش ہونگے۔ انبیاءؑ کے بعد اَب مسلمان کی ذمّہ داری ہے کہ اللہ کا دین پیش کرے اور ہر مسلم فرد داعی ہونا چاہئیے۔

مشرکین اور کافرین جب یہ کہیں گے کہ ہمیں تو اللہ کا پیغام ہی نہیں پہنچا پھر نوحؑ بھی مسلمان اُمّت کو اپنی گواہی کے لئے پیش کرینگے۔

ہر نبیؑ کے لئے مسلمان گواہی دینگے۔ کیونکہ ہمیں قرآن میں یہی علم دیا گیا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ سے بھی یہی سوال ہو گا۔ حجۃالوداع کے موقع پر اللہ کے نبیؐ نے یہی سوال کیا کہ کیا میں نے حق ادا کر دیا ؟ تو ایک لاکھ کے مجمع میں سب صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ کے نبیؐ آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔

یہی احساس ہے جس کی وجہ سے ہم اللہ کے کام کرتے ہیں۔ دوسروں تک اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔

اللہ کے نبیؐ راتوں کو اُٹھ کر رویا کرتے۔ بے حد تکلیفیں اُٹھا کر بھی اللہ کے دین کو پھیلایا۔

آج اگر ہمیں یہ احساس ہو جائے کہ ہم سے یہ سوال کیا جائے گا۔ تو پھر ہمارے کام کا انداز بہت بہتر ہو جائے اور ہمیں بہت فکر لگ جائے۔

روزِ قیامت کافر شرم کے مارے زمین میں دھنسنے کی خواہش کرینگے۔

ہمارا کرنے کا کام یہ ہے کہ پہلے خود علم حاصل کریں پھر اس کو آگے پہنچانے کی فکر کریں۔ اللہ کا پیغام دوسروں کو دیں۔ نیّت کر لیں کہ پھر اپنے گھر والوں، دوستوں ساتھیوں، قریب اور دُور والوں تک اللہ کا پیغام پہنچائیں گے۔

یہاں یہ عقیدہ بھی دُرست کر لیں کہ اللہ کے نبیؐ کو غیب کا علم نہیں تھا۔ وہ یہ گواہی علم کی بنیاد پر دیں گے مشاہدے کی بنیاد پر نہیں۔ کچھ لوگوں نے اس سے یہ دلیل بنالی ہے کہ اللہ کے نبیؐ ماضی اور مستقبل کے سب لوگوں پر گواہی دینگے کیونکہ انہیں سب معلوم تھا اور اللہ کے نبیؐ پر اُن کی اُمّت پیش کی جاتی ہے۔ یہ عقیدہ دُرست نہیں۔ اس آیت کی صحیح تشریح یہی ہے کہ ہم اپنے قرآن سے حاصل کئے گئے علم کی وجہ سے گواہی دینگے۔